www.wilayattimes.com
اشاعت کا دوسرا سال

ہفت روزہ ولایت ٹائمز سرینگر
WILAYAT TIMES

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

جلد:3 ☆ شمارہ نمبر:18 ☆ تاریخ:7 اگست تا 13 اگست 2017ء بمطابق 14 ذی القعدہ تا 20 ذی القعدہ 1438ھ ☆ صفحات:8

۴ رہبر معظم کا بیان خوش آیند

۴ نادیہ کی دردناک داستان

۵ ظلم کا خاتمہ کیسے ہو گا

www.wilayattimes.com

داعش نام

یہ ہم نے داعش کے نام سے تشکیل پانے والے گروہ کے پہلے امیر کی زندگی، امارت تک پہنچنے کا سفر اور اس میں بعثی فوجی افسران کے کردار نیز اس سب سے امریکی اداروں کی بے اعتنائی کا کچھ جائزہ لیا۔ یہ کہنا کہ ترتیب وار واقعات کیسے ہوئے ہوں گے یقیناً ایک مشکل اور گہرا کام ہے، تاہم اب تک جو اس حوالے سے سامنے لایا جا چکا ہے، سے نہایت واضح ہے کہ داعش کی تشکیل میں مغربی ایجنسیوں اور موساد کا اہم کردار تھا۔ عراق میں داعش کی تشکیل اگرچہ بعثی فوجیوں کی منصوبہ بندی نظر آتی ہے، تاہم یہ سب کچھ امریکہ کی موجودگی میں اور اس کے زیر انتظام اسارت خانوں میں ہوتا رہا۔ پھر نہایت منظم انداز سے یہ گروہ دنیا بھر کے علاقوں میں سامنے آنے لگے۔ دولت اسلامیہ کا صوبہ خراسان، صوبہ قفقاز، صوبہ شمالی افریقہ، صوبہ یمن، صوبہ عراق و شام تمام کے تمام تقریباً ایک ہی وقت میں ظاہر ہوئے۔ یوں بہت سے ممالک میں داعش کا ایک ہی مرتبہ سامنے آنا کسی بڑی طاقت کا اس کھیل کے مہروں کو چلانے کا عندیہ دیتا ہے۔ خود واشنگٹن پوسٹ نے اپنی 4 اپریل 2015ء کی اشاعت میں اس بات کا اعتراف کیا کہ داعش کی مرکزی قیادت کا تعلق عراق کی بعثی افواج سے ہے۔ ایسا کہنے کے پیچھے دو مقاصد ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ داعش ایک مقامی تحریک ہے اور دوسرا یہ کہ امریکہ کا اس میں کوئی کردار نہیں، تاہم آج 2017ء میں بہت سے ایسے شواہد سامنے آچکے ہیں، جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ داعش کیسے اور کس کی ایماء پر تشکیل پائی اور اس کی تشکیل سے کسے فائدہ ہوا۔

ابھی تک کی تحریر میں ہم نے ابوبکر البغدادی کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا، اس گروہ کے عراق و شام میں دیگر مرکزی راہنماؤں کا ایک اجمالی تعارف ذیل میں پیش خدمت ہے۔

حاجی بکر: سابق بعثی کرنل، (اس شخص نے ابوبکر البغدادی کی بطور امیر تنصیب میں اہم کردار ادا کیا)

عبداللہ احمد المشہدانی: سابق بعثی افسر (خارجی جنگجوؤں اور خودکش بمباروں کا انچارج)

ابواحمد العلوانی: سابق بعثی افسر (داعش کی ملٹری کونسل کا رکن)

ابوایمن العراقی: بعثی عراقی ایئر فورس کی انٹیلی جنس کا افسر (داعش کا مرکزی راہنما رکن ملٹری کونسل)

ابوعلی انباری: بعثی فوج کا میجر جنرل (داعش کا نائب امیر)

ابومسلم العفاری الترکمانی: بعثی ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل (اپنے قتل تک نائب امیر)

واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹ کے مطابق اس مرکزی قیادت میں سے اکثر افسران قتل ہو چکے ہیں، تاہم دوسرے سابق فوجی افسران نے ان افسران کی جگہ لے لی ہے۔ ان بعثی افسران میں سے اکثر بقعہ کی جیل میں قید رہے اور بغدادی سے ان کا تعارف اسی جیل میں ہوا۔ آہستہ آہستہ ان کو عراقی معاشرے میں بھیجا جاتا رہا اور انہوں نے عراق اور شام میں داعش کی بنیاد رکھی۔ دوسری جانب امریکی افواج عراق کا کنٹرول دینے کے لئے مقامی فوجیوں اور سکیورٹی اداروں کو تربیت دیتی رہی۔ اس تربیت کا بھانڈا اس روز پھوٹا جب نینوا کی جانب سے داعش ایک کالی آندھی کی صورت میں نمودار ہوئے اور موصل، تکریت، کرکوک، الانبار، فلوجہ کو فتح کرتے ہوئے سامرہ کی سرحدوں تک پہنچ گئے۔ امریکی افواج کے تربیت یافتہ کمانڈر ایک ہی حملے میں اپنا سب کچھ چھوڑ چھار فرار کر گئے اور نہتے فوجی داعش کے ہتھے چڑھ گئے، جنہیں داعش نے انتہائی بے دردی سے موت کے گھاٹ اتارا۔

داعش کی فلوجہ اور نینوا کے صوبوں میں پیشرفت نہایت عجیب واقعہ ہے، جس پر بعد اُ بہت سے تجزیہ کاروں نے تجزیہ کرتے ہوئے لکھا کہ کیسے ممکن ہے کہ اس قدر بڑی پیشرفت اڑتی چڑیا کے پر گننے والے امریکی اداروں کی نظر سے پنہاں رہی ہو۔ یہ تجزیہ اگرچہ ایک اندازہ تھا، تاہم حقائق اس وقت بھیانک ہو گئے جب برطانوی عدالت میں سویڈن کے ایک شہری پر شام میں دہشتگردی میں ملوث ہونے سے متعلق ایک مقدمہ چلا اور مقدمے کے دوران معلوم ہوا کہ برطانوی خفیہ ادارے ہی اس گروپ کو ہتھیار اور تزویراتی امداد مہیا کر رہے تھے، جس سے تعلق کی بنا پر سویڈش شہری کے خلاف مقدمہ چلایا جا رہا تھا۔ گارڈین کی یکم جون 2015ء کی اشاعت کے مطابق برطانوی کورٹ کو اس مقدمے کو ختم کرنا پڑا، تاکہ ملک کے سکیورٹی اداروں کو شرمندگی سے بچایا جا سکے۔ سویڈن کے شہری گلڈو کے وکیل نے متعدد اخباری رپورٹوں کا حوالہ دیا، جن میں کہا گیا تھا کہ مغربی ادارے اردن میں دہشتگردوں کو تربیت دے رہے ہیں، اسی طرح لیبیا سے ہتھیار شام منتقل کرنے میں بھی برطانوی ادارے امریکی اداروں کے ہمکار ہیں۔ برطانوی عدالتوں میں پیش کیا جانے والا یہ پہلا مقدمہ نہ تھا، جس کو داخل دفتر کیا گیا، اس سے قبل اسی برس اکتوبر میں معظم بیگ کے مقدمے میں بھی اسی طرح کے شواہد کے سامنے آنے کے بعد اس مقدمے کو داخل دفتر کیا گیا۔ اسی اثناء میں 2012ء میں امریکی سکیورٹی ادارے کی جانب سے پیش کی گئی ایک رپورٹ بھی منظر عام پر آئی، اس رپورٹ میں واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ ”مشرقی شام اور عراق و شام میں القاعدہ کے زیر قبضہ علاقوں میں ایک سلفی ریاست کے قیام کی پیشین گوئی کے ساتھ ساتھ اس پیشرفت کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔“

اس رپورٹ کا آخری جملہ بعض دیگر امور سے پردہ اٹھاتا ہے۔ تمام عرب دنیا سے دہشتگردوں کے لئے نئی مراعات عراقی میدان جنگ کا رخ کر رہی ہیں۔ گارڈین کی 3 جون 2015ء کی اشاعت کے مطابق سابق امریکی نائب صدر جو بائڈن نے ان حقائق کے سامنے آنے کے بعد اپنی جان بچاتے ہوئے ساتھیوں کو پھنسا دیا اور اس بات کی تصدیق کی کہ داعش کی تشکیل میں خلیجی اتحادیوں نے کردار ادا کیا ہے۔ اسی دوران میں جب روس نے شام کے معاملے میں مداخلت کی تو اس نے داعش کی جانب سے تیل کی ترسیل کے پورے نظام پر سے پردہ اٹھایا، ترکی کی سرحد کے ساتھ داعش کے تیل سے بھرے ہوئے سینکڑوں ٹینکرز پر حملہ کر کے عملاً روس نے داعش کی معیشت کو نہ صرف روند دیا بلکہ اس کاروبار سے جڑے ہوئے دیگر ممالک کے چہروں کو بھی بے نقاب کر دیا۔ روس نے وہ تمام راستے بتائے، جہاں سے عراق اور شام سے نکلنے والا خام تیل ترکی جاتا تھا اور پھر ترکی کے بحری جہازوں میں لاد کر یہ تیل یورپ اور امریکہ تک پہنچایا جاتا تھا۔ شام میں اقوام متحدہ کے نمائندے کا بیان یروشلم پوسٹ نے 20 مارچ 2017ء کو شائع کیا، جس میں اقوام متحدہ کے نمائندے نے شام میں اسرائیلی بمباری کی مذمت کی اور کہا کہ یہ حملے اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی نیز دہشت گردوں کی حمایت کے مترادف ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ القاعدہ سے منسلک دہشت گرد اسرائیلی مراکز صحت میں علاج کروا رہے ہیں۔ مغرب اس کے حواریوں اور موساد کے داعش کی تشکیل اور اس کی مدد کے حوالے سے بہت سے ٹھوس شواہد سامنے آچکے ہیں، جن کو اگر اکٹھا کیا جائے تو شاید ایک مفصل کتاب تیار ہو جائے۔ یہ تحریر ان تمام موضوعات کا ایک اجمالی جائزہ ہے، تاکہ گذشتہ چند برسوں کی تاریخ اور داعش کے نام سے عالم اسلام کے خلاف کی جانے والی مغربی سازش کا ایک مختصر تعارف پیش کیا جا سکے۔

عراق اور شام میں داعش کی تشکیل کے حوالے سے ہم نے ابھی تک اجمالی تذکرہ کیا۔ روس کے شام کی جنگ میں ورود کے بعد داعش کو بے پناہ نقصان اٹھانا پڑا، داعش اور دہشت گردوں کی معیشت پر کاری ضربیں لگائی گئیں، ان کے مراکز پر حملے ہوئے۔ اگرچہ روس کی شام میں آمد سے قبل امریکہ بھی ظاہراً یہی کام کر رہا تھا، تاہم داعش اور دہشت گرد ختم ہونے کے بجائے بڑھتے چلے جا رہے تھے، جو فقط تین ماہ کے حملوں میں سکڑ کر رقہ اور دیر الزور تک محدود ہو گئے۔ عراق جہاں داعش کے حملے اور دو اہم صوبوں پر قبضوں کے بعد قومی فوج عملاً ختم ہو چکی تھی، میں بقیہ ریاست کے دفاع کو ایک چیلنج کے طور پر قبول کیا گیا اور چند برسوں میں ایک ایسی دفاعی مشینری تشکیل دی گئی، جس نے نہ صرف داعش کا عراق سے خاتمہ کیا بلکہ ملک کا چپہ چپہ ان کے قبضے سے واگزار کروایا۔ مغربی میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے چینلز نے اس عظیم معرکے اور کامیابی پر بالکل چپ سادھ لی جبکہ یہی چینل چند برس قبل عراق کی تقسیم اور تین ریاستوں کے قیام کے حوالے سے مقام یقین پر فائز ہو چکے تھے۔

عراق میں چند برسوں کے اندر داعش کی حکومت کا خاتمہ اور داعشی عناصر کی سرکوبی جدید عسکری تاریخ کا ایک اہم کارنامہ ہے۔ خام تیل، تزویراتی راہنمائی، مالی مدد اور عسکری تربیت کے حامل وحشی دہشت گردوں کو چند برسوں کے اندر ختم کر کے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے ملک سے نکال پھینکنا یقیناً کوئی چھوٹا کارنامہ نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بہت سے ممالک دہائیوں سے اس فکر کے حامل دہشتگردوں سے نبرد آزما ہیں، تاہم حتمی فتح اور کامیابی اب تک کسی کا مقدر نہیں بن سکی۔ اس فتح میں یقیناً عراق کے عوام، وہاں کے علماء، سیاسی راہنماؤں اور حامی ممالک کا اہم کردار ہے۔ داعش کے اہم مرکز موصل میں ناکامی کے بعد اب ان کے لئے جائے پناہ شام میں دیر الزور اور رقہ کے علاقے ہیں۔ حلب، حمص، دمشق اور دیگر اہم علاقوں سے دہشت گردوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ آخری معرکہ یقیناً دیر الزور اور رقہ میں ہی متوقع ہے۔ عراق کی رضا کار فورس حشد الشعبی جانتی ہے کہ اگرچہ موصل سے داعش کا صفایا ہو گیا ہے، تاہم جب تک ان کو دیر الزور اور رقہ میں بھی شکست نہیں دی جاتی، اس وقت تک خطہ میں امن و امان کو یقینی نہیں کہا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے موصل کی فتح کے بعد داعش کا شام میں بھی تعاقب جاری رکھنے کا عندیہ دیا ہے۔

دولت اسلامیہ اور دیگر عسکری گروہوں کے خلاف لڑی جانے والی اس جنگ کا اہم ترین اور حساس ترین پہلو اس کا مسلکی پہلو تھا۔ بہت سی قوتوں کی جانب سے کوشش کی گئی کہ اس جنگ کو دو مسالک کی جنگ بنا کر پیش کیا جائے، تاہم عراق اور شام کے سنی و شیعہ علماء اور عوام نے اس کوشش کو ناکام بنانے میں اہم ترین کردار ادا کیا۔ داعش کی تشکیل کے حقائق کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ جنگ مسالک کی نہیں بلکہ بعثی ٹولے، ان کے حامیوں اور عالمی جواریوں کی جانب سے مسلط کردہ جنگ تھی، جو انہوں نے عراق اور شام کے مسلمانوں پر مسلط کی، تاکہ ان ممالک کے وسائل پر قبضہ کیا جا سکے۔ اس جنگ کا ایک اور ہدف خطے میں موجود صہیونی ریاست کا دفاع اور اسے محفوظ بنانا تھا۔ بعثی ٹولہ، ان کے حامی اور عالمی جواری اس جنگ میں ناکام ہوئے اور عراق و شام کے عوام ہزاروں انسانوں کی قربانی، لاکھوں افراد کی مہاجرت، مال و اسباب کے چھن جانے کا غم جھیلنے کے بعد اس سازش کو ناکام بنانے میں کامیاب ہوئے۔

داعش کے خلاف لڑی جانے والی یہ جنگ ابھی مکمل نہیں ہوئی، صوبہ قفقاز، صوبہ یمن، افریقہ، لیبیا، صوبہ خراسان، انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائین اور دیگر ممالک میں اس گروہ سے متمسک افراد موجود ہیں، جنہوں نے القاعدہ کے بعد داعش نامی اس گروہ کی بیعت کی اور اپنے ملکوں میں نام نہاد خلافت کے قیام کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ القاعدہ کی مانند ظاہراً تو یہ افراد مقامی سطح پر ایک نظم تشکیل دیتے ہیں، تاہم انہیں یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ حقیقت میں ان کی ڈوریں کہاں سے ہلائی جا رہی ہیں۔ داعش نامہ لکھنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس گروہ کی تشکیل اور اس میں ملوث کرداروں کے چہروں پر سے نقاب پلٹا جا سکے، تاکہ امت مسلمہ کے نوجوان اس عالمی سازش کا شکار نہ ہوں۔ مرکز یعنی عراق کے شہر موصل میں ناکامی اگرچہ بہت بڑی شکست ہے، تاہم اس فکر کی گذشتہ تیس سالہ تاریخ کی روشنی میں یہ ضروری نہیں کہ یہ گروہ باقی مقامات پر بھی کمزور پڑے۔ میری نظر میں داعش یعنی داعش سازوں کا مرکز کے طور پر اگلا انتخاب صوبہ خراسان اور قفقاز ہے۔ یہ خطہ اس سے قبل بھی عالمی جواریوں کا میدان کارزار بن چکا ہے۔ خراسان کے چند علاقوں پر قبضے کے بعد بآسانی یہاں خلافت کے قیام کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ قفقاز، مشرق بعید، عرب دنیا اور یورپ نیز ہمسایہ ممالک سے افرادی قوت بآسانی حاصل کی جا سکتی ہے۔ افغانستان میں داعش اور طالبان کے مابین جبہۃ النصرہ، احرار الشام اور داعش کی طرح کی جنگ چھڑنا کوئی اچھنبے کی بات نہیں ہوگی۔ ون بیلٹ ون روڈ کا منصوبہ جو خطے کی ترقی اور پیش رفت کا ضامن ہے کو تعطل میں ڈالنے اور اسے خطرات سے دوچار کرنے کے لئے بھی داعش ایک اہم اوزار کے طور پر کام کر سکتا ہے۔

داعش کی صوبہ خراسان میں بیخ کنی کے نام پر اس خطے میں ورود کی راہ تلاش کی جا سکتی ہے۔ یہ اندازے نہیں بلکہ حقیقت ہے، جو بی بی سی کے نامہ نگاروں کے مطابق افغانستان میں تشکیل پا رہی ہے۔ بی بی سی کی ایک اہم رپورٹ کے مطابق داعش کے افغانستان میں قدم جمانے کا آغاز 2014ء کے آخر میں ہوا اور وہ زیادہ نمایاں طور پر جنوری 2015ء میں سامنے آئی، جب اس نے مشرقی صوبہ ننگر ہار میں میں ایک بڑے حصے پر کنٹرول کر لیا۔ 25 فروری 2017ء کو بی بی سی کے نامہ نگار داؤد عظمی نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ”یہ پہلا موقع تھا جب دولت اسلامیہ مشرق وسطی سے باہر باضابطہ طور پر نمودار ہوئی۔ اس نے چند ہی ہفتوں میں افغانستان کے پانچ صوبوں ہلمند، ذبول، فرح، لاگر اور ننگر ہار میں مختلف علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ بظاہر ننگر ہار غیر اعلانیہ طور پر افغانستان میں داعش کا دارالحکومت ہے، جو داعش کے تصور کے مطابق دولت اسلامیہ صوبہ خراسان کے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔“ پس یہ جنگ خراسان میں آ نہیں رہی بلکہ آچکی ہے اور یہ جنگ بنیادی طور پر روس، چین، پاکستان، ایران نیز مشرقی ایشیاء کی ریاستوں کو ہی لڑنی ہے۔ ون بیلٹ ون روڈ، خطے کی ریاستوں کا داخلی امن اس جنگ میں کامیابی پر ہی منحصر ہے۔ دوسری جانب امریکہ، ہندوستان اور اسرائیل کے بڑھتے ہوئے روابط جہاں کشمیر اور فلسطین کے مسلمانوں کے لئے تشویشناک ہیں، وہیں یہ خطے کے ممالک بالخصوص ون بیلٹ ون روڈ کے حامی ممالک کے لئے بھی فکر انگیز ہیں۔ پاکستان، روس اور چین خطے میں بدلتی صورتحال سے نابلد نہیں ہیں۔ تینوں ریاستیں اپنے تئیں اقدامات کر رہی ہیں۔ خیبر فور کا آغاز پاک فوج کی جانب سے اس بدلتی ہوئی صورتحال کے حوالے سے آمادگی اور تیاری کا عندیہ ہے۔

داعش نامہ: ابتداء سے انتہاء تک

داعش کے خلاف لڑی جانے والی یہ جنگ ابھی مکمل نہیں ہوئی، صوبہ قفقاز، صوبہ یمن، افریقہ، لیبیا، صوبہ خراسان، انڈونیشیا، ملائشیا، فلپائین اور دیگر ممالک میں اس گروہ سے متمسك افراد موجود ھیں، جنھوں نے القاعدہ کے بعد داعش نامی اس گروہ کی بیعت کی اور اپنے ملکوں میں نام نہاد خلافت کے قیام کے لئے سرگرم عمل ھیں۔ القاعدہ کی مانند ظاھراً تو یہ افراد مقامی سطح پر ایك نظم تشکیل دیتے ھیں، تاھم انھیں یہ معلوم نہیں ھو پاتا کہ حقیقت میں ان کی ڈوریں کھاں سے ھلائی جا رھی ھیں۔ داعش نامہ لکھنے کا ایك مقصد یہ بھی تھا کہ اس گروہ کی تشکیل اور اس میں ملوث کرداروں کے چھروں پر سے نقاب پلٹا جاسکے، تاکہ امت مسلمہ کے نوجوان اس عالمی سازش کا شکار نہ ھوں۔

تحریر: سید اسد عباس

''دولت اسلامیہ فی العراق والشام'' جس کا مخفف داعش ہے، 2014ء میں عراق کے بعض علاقوں پر قبضے کے بعد منصۂ شہود پر آئی۔ اس سے قبل دنیا میں القاعدہ کا طوطی بولتا تھا۔ القاعدہ کی مانند اس گروہ کا تعلق بھی وہابی فکر سے تھا، تاہم سلفی اور وہابی اسلام کے سب سے بڑے مراکز سعودیہ، کویت، قطر نے حکومتی سطح پر تو اس گروہ سے اظہار لاتعلقی کیا، تاہم نچلی سطح پر اس گروہ کی حمایت اور مالی معاونت کے شواہد سامنے آئے۔ اس بات کے بھی شواہد موجود ہیں کہ اس گروہ کی تشکیل میں القاعدہ کی مانند امریکی، اسرائیلی اداروں نے بھی کردار ادا کیا۔ بنیادی طور پر القاعدہ کی باقیات جو مختلف اسلامی ممالک میں پس زندان تھی، کو نہایت منظم انداز سے ایک نئی تنظیم اور شکل وصورت کے ساتھ سامنے لایا گیا اور پھر ایک طے شدہ منصوبہ کے تحت اس گروہ نے عراق میں شب خون مارا اور ایک وسیع رقبہ چند دنوں میں اس گروہ کے زیر قبضہ چلا گیا۔ عراق کے بعد شام میں بھی داعش نے کامیابیاں حاصل کیں، یمن، لیبیا، الجیریا، خراسان، مغربی افریقہ، صومالیہ، قفقاز میں اس گروہ کی شاخیں منظر عام پر آنے لگیں۔ داعش کا گہرائی سے مطالعہ کرنے والے بہت سے لکھاریوں اور صحافیوں کا کہنا ہے کہ بنیادی طور پر داعش عراق میں موجود صدام حسین کے تحت کام کرنے والے فوجی اور سکیورٹی افسران کا گروہ تھا، جو امریکہ کی قید سے آزاد ہونے والے ایک سلفی جنگو ابوبکر البغدادی کے تحت کام کر رہے تھے۔ داعش کی تشکیل کے حوالے سے 2014ء سے 2017ء تک بہت کچھ لکھا اور کہا گیا۔ القاعدہ کی مانند اس کی تشکیل کی تفصیلات بھی منظر عام پر آئیں، جن سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان افراد کو ایک بڑے ہدف و مقصد کے لئے منظم کر کے میدان میں اتارا گیا اور اس لانچنگ میں بہت سے ممالک کے مختلف اداروں کا اہم کردار ہے۔

ذیل میں داعش کی اعلٰی قیادت کے حوالے سے ایک جائزہ پیش خدمت ہے، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ گروہ کس کی ایما پر اور کیسے معرض وجود میں آیا۔

ابوبکر البغدادی

داعش کی خود ساختہ خلافت کا پہلا اور آخری امیر جس کا حقیقی نام ابراہیم عواد ابراہیم البدری ہے، 1971ء میں عراق کے شہر سامرہ میں پیدا ہوا۔ بغدادی کے والد عواد ایک مذہبی شخصیت تھے، بغدادی بھی مذہب کی جانب مائل تھا جبکہ اس کے کئی رشتہ دار بعث پارٹی کے رکن اور دو چچا صدام کے سکیورٹی اداروں کے رکن تھے۔ بغدادی نے صدام یونیورسٹی سے قرات قرآن کے شعبہ میں ماسٹرز کیا۔ بروکنگ ایجوکیشن سائٹ کے مطابق بغدادی کے بعثی رشتہ داروں کی بدولت اسے گریجویٹ پروگرام میں شمولیت کا موقع ملا۔ بغدادی کے چچا اسماعیل البدری نے بغدادی کو اخوان میں شمولیت کی دعوت دی، جبکہ محمد ہردان نے اسے سلفی اسلام سے روشناس کروایا۔ محمد ہردان اسی کی دہائی میں افغان جنگ میں شرکت کر چکا تھا۔ 2003ء میں جب امریکہ نے صدام حکومت کا خاتمہ کیا تو اس وقت بغدادی نے جیش السنۃ والجماعۃ کے نام سے ایک گروہ تشکیل دیا۔ 2004ء میں بغدادی امریکیوں کے ہاتھوں اسیر ہوا۔ امریکی ذرائع کے مطابق ہمیں معلوم نہ ہوا کہ بغدادی ایک جہادی ہے اور اس نے اپنی اس شناخت کو چھپائے رکھا، جبکہ بغدادی اپنے جس دوست کے ہمراہ گرفتار ہوا، وہ دوست مطلوب افراد کی فہرست میں شامل تھا۔ مغربی منابع کہتے ہیں کہ بغدادی دس ماہ تک ہماری قید میں رہا اور وہاں وہ دینی سرگرمیاں انجام دیتا رہا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ بغدادی کو جس جیل میں رکھا گیا، وہاں اکثر قیدی صدام کی بعثی افواج کے سابق رکن تھے اور بغدادی ان کے مابین دین پھیلا رہا تھا اور یہ تمام باتیں دنیا کے بہترین سکیورٹی اداروں سے مخفی رہیں۔

بالکل ہالی ووڈ کی فلم کی طرح بغدادی بقعہ جیل میں خفیہ طور پر جہادی مشن پر تھا، بعثی فوجیوں کو اپنی خلافت کے لئے تیار کرتا رہا، اسلامی خلافت کی بنیادیں بناتا رہا اور دنیا کی بہترین انٹیلی جنس سروسز اور فوج جو حالت جنگ میں تھی، کو نہیں معلوم ہو سکا کہ انتہائی مطلوب شخص کا دوست بذات خود جہادی ہے اور جیل میں کیا سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ اسی لئے گارڈین اخبار نے لکھا کہ اگر عراق میں بقعہ جیل نہ ہوتی تو آج داعش کا کوئی وجود نہ ہوتا۔ بہر حال دسمبر 2004ء میں بغدادی کو چھوڑ دیا گیا اور پھر کبھی نہ دیکھا گیا کہ بغدادی کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ بقعہ جیل سے نکل کر بغدادی نے اپنے ایک رشتہ دار کی وساطت سے القاعدہ جو اس وقت زرقاوی کے سرکردگی میں فعال تھی، میں روابط پیدا کئے۔ 2006ء میں زرقاوی ایک امریکی حملے میں قتل ہوا اور اس کی جگہ ابو عمر البغدادی نے لی۔ ابو عمر بعثی فوج کا افسر تھا، اس نے زرقاوی کے گروہ میں بعثی فوجیوں کو بھرتی کرنا شروع کیا۔ اس دور میں ابوبکر البغدادی گروہ کے مذہبی امور کا انچارج قرار پایا۔ اسی دوران بغدادی نے علوم قرآن میں پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ بغدادی کو عراقی القاعدہ میں شریعہ کمیٹی کا سربراہ متعین کر دیا گیا۔ زرقاوی کے بعد بننے والے امیر ابو عمر جو خود بعثی فوج کا ایک افسر تھا، کے دور امارت میں بہت سے سابق بعثی فوجی افسر القاعدہ کی اس عراقی شاخ کے رکن بن گئے اور ان میں اکثر وہ افراد تھے، جو بقعہ جیل میں بھی رہے تھے۔

اس گروہ نے القاعدہ کا کنٹرول بیرونی قائدین سے عراقی قائدین تک لانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ افراد خود تو اپنے بعثی ماضی کے سبب القاعدہ کی عراقی شاخ کی امارت تک نہ پہنچ پائے، تاہم انہوں نے 39 سالہ ابوبکر البغدادی کو امیر بنوانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ گیارہ افراد کی شوریٰ میں سے نو افراد نے ابوبکر کے حق میں ووٹ دیا اور اس ووٹنگ میں حاج بکر جو بعثی فوج کا ایک سابق کرنل تھا، نے اہم کردار ادا کیا۔ حاج بکر بھی بقعہ جیل میں بغدادی کے ہمراہ رہا۔ داعش کے بقیہ کمانڈرز کا ذکر بعد کی سطور میں آئے گا، بغدادی نے ابتدا میں ایمن الظواہری کی خفیہ بیعت کر رکھی تھی، جب شام کا قضیہ شروع ہوا تو بغدادی نے النصرہ کے جنگجوؤں کو براہ راست احکام دینے شروع کئے، جسے النصرہ نے قبول نہ کیا اور بغدادی سے بغاوت کرتے ہوئے براہ راست ایمن الظواہری کی بیعت کی۔ یعنی ایک وقت میں القاعدہ اور دولت اسلامیہ فی العراق والشام کے جنگجو اپنی اپنی خلافت کے قیام کے لئے سرگرم ہو گئے۔ ایمن الظواہری کے احکام کی مسلسل حکم عدولیوں کے باعث بغدادی اور اس کی دولت کو القاعدہ سے بے دخل کر دیا گیا، تاہم عراق اور شام میں یہ گروہ کافی تقویت پکڑ چکا تھا، جو 2014ء میں ایک منظم سازش کے تحت عراق کے ایک وسیع رقبے پر قابض ہو گیا۔ 2014ء میں بغدادی نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں نام نہاد خلافت کا اعلان کر دیا۔ موصل کو اس دولت کا صدر مقام قرار دیا گیا اور اس دوران میں داعش نامی اس گروہ کے ہاتھوں تاریخ انسانیت کے بدترین مظالم وقوع پذیر ہوئے۔

جاری صفحہ 2 پر

مسلمان نہیں سکھ ہیں اس درگاہ کے خادم

سلمان راوی

امرتسر/ دور دور تک ڈھول تاشوں کی آواز سنائی پڑتی ہے۔ راستے میں لوگوں کا ہجوم بھی ہے جو انڈیا اور پاکستان کے سرحدی علاقے اٹاری سے صوفی بزرگ حضرت خدمت علی شاہ اور حضرت عظمت علی شاہ کی درگارہ کی جانب بڑھ رہا ہے۔ درگاہ کے مناروں پر ہرے جھنڈے ہیں جن پر چاند تارے بنے ہوئے ہیں۔ عقیدت مندوں کے ہاتھوں میں چادریں ہیں جن پر یا تو کلمہ یا قرآن کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ درگاہ میں سجادہ نشین بھی ہیں۔ مگران میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ ان سب کا تعلق سکھ مذہب سے۔ درگاہ کی زیارت کرنے والے بھی اور اس کے دیکھ بھال کرنے والی بھی سب کے سب سکھ ہیں۔ یہاں ہر ہفتے بدھ کے روز میلہ لگتا ہے جس میں قوالی ہوتی ہے، ثقافتی پروگرام ہوتے ہیں اور صوفی کلام پڑھا جاتا ہے اور لنگر بھی لگتا ہے۔ درگاہ کی تاریخ پرانی ہے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے یہ درگاہ اس وقت تعمیر کی گئی تھی جب یہاں مغل بادشاہ جہانگیر کی حکومت تھی۔ ان کا خیال ہے کہ یہ درگاہ1640 سے1670 کے درمیان بنائی گئی تھی۔ اس علاقے میں مغل بادشاہ جہانگیر کی آرام گاہ ہوتی تھی جہاں وہ اپنے سفر کے دوران ٹھہرا کرتے تھے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت خدمت علی شاہ اور حضرت عصمت علی شاہ بھی اس دور میں یہاں آئے تھے۔ یہ صوفی سنت کس ملک، کس شہر سے آئے تھے اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ رلجہ تال کے شہری بتاتے ہیں کہ ستر برس قبل یہ درگاہ بہت بری حالت میں تھی۔ درگاہ کھنڈر بن چکی تھی اور پیروں کی قبریں بری حالت میں تھیں۔ بٹوارے کے وقت جب مقامی مسلمان پاکستان چلے گئے اس کے بعد یہاں کے سکھوں نے اس درگاہ کی دوبارہ آبادکاری کا کام شروع کیا جس کے لیے مقامی لوگوں نے عطیہ دیا۔ رلجہ تال میں ایک بڑی آبادی مسلمانوں کی تھی اور بٹوراے سے پہلے مسلمان ہی درگاہ کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

سنہ1640 کے قریب یہاں ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی تھی لیکن اب وہ بری حالت میں ہے۔1949 میں ہندوستان کا بٹوارہ ہوا، پنجاب بھی تقسیم ہوا، اور رلجہ تال کے مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کر سرحد پار چلے گئے۔ رلجہ تال کے بزرگ سوبا سنگھ کہتے ہیں پشتوں سے سکھوں کی عقیدت ان صوفی سنتوں میں رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں 'بٹوارے کے بعد بھی سرحد پار کے مسلمان اس درگارہ پر آیا کرتے تھے اور چادر چڑھایا کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا'' سرحد پر خاردار تاریں کچھ ہی سالوں پہلے لگائی گئی ہیں۔ جب خاردار تاریں نہیں تھی تب لوگ زیارت کے لیے یہاں آتے تھے۔ یہ میل ملاپ کی جگہ تھی۔ جب سے تاریں لگائی گئیں تب ہی سے سرحد پار کے لوگوں نے یہاں آنا بند کیا ہے''۔

درگاہ کی دیکھ بھال کرنے والے سکھ ضرور ہیں لیکن انہوں نے مسلمانوں کے رسم و رواج کو زندہ رکھا ہے۔ درگارہ کی ورکنگ کمیٹی کے صدر وراثت سنگھ بتاتے ہیں کہ ''عقیدت اپنے آپ میں مکمل ہوتی ہے۔ ہم سکھ ہیں، ہم گردوارہ جاتے ہیں۔ لیکن ان صوفی سنتوں میں بھی ہمارا یقین اتنا ہی مضبوط ہے۔ ملک کو تو تقسیم کر دیا گیا لیکن وہ ہمارے عقیدہ کو نہیں بانٹ سکے''۔ رلجہ تال میں مسلمان آبادی نہیں ہے لیکن یہ درگاہ مقامی سکھوں کی عقیدت کا ایک اہم مرکز بن چکی ہے۔

(بشکریہ بی بی سی)

داعش کے ظلم اور بربریت کا نشانہ بننے والی یزدی دوشیزہ نادیہ کی زندگی کی مختصر داستان

نام : نادیه باسی طه

پیدائش: 1993ء

جائے پیدائش: کوجو، ضلع سنجار، صوبه نینوی، عراق

نادیہ مراد باسی طہ کا تعلق عراق میں بسنے والی یزدی اقلیت سے، نادیہ دہشت گرد تنظیم داعش کی بربریت اور سفاکیت کی زندہ مثال ہے۔ نادیہ کے آبائی علاقے میں داخل ہونے کے بعد داعش نے وہاں بربریت اور تباہی کی ایک خوفناک مثال قائم کردی، کوجو کے بیشتر مرد داعش کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے جبکہ بیشتر خواتین کو قیدی بنالیا گیا، ان خواتین قیدیوں میں نادیہ بھی شامل تھیں۔ داعش کے قید میں نادیہ پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے نادیہ کو داعش کے قید خانوں میں بدترین تشدد اور جنسی زیادتی کا نشانہ بدستور بنایا جاتا رہا۔

کچھ عرصہ بعد نادیہ داعش سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئیں۔ عراقی حکومت نے نادیہ کو علاج کی غرض سے جرمنی بھیج دیا۔ کچھ عرصے بعد نادیہ مختلف ٹی وی چینلز پر انٹرویو دینے لگیں اور داعش کی درندگی سے پردہ ہٹانے لگیں، نادیہ انٹرویو میں لوگوں کو آگاہی دلانے کیلئے اپنے ساتھ ہونیوالے ظلم کا حوالہ دیتی تھیں۔ نادہ نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں بھی ایک تقریر کی تھی جس نے سب کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ داعش کے حوالے سے آگاہی پھیلانے کیلئے نادیہ بہت سے ممالک کے دورے کیے ہیں۔ انہیں2016ء کو نوبل امن انعام کیلئے بھی نامزد کیا گیا تھا۔

حال ہی میں نایہ چند سالوں بعد اپنے آبائی علاقے میں واپس گئی اور اپنے آنکھوں سے ہونیوالی تباہی کا جائزہ لیا مگر نادیہ دلبرداشتہ ہو کر اونچی اونچی رو پڑیں یہ مناظر پوری دنیا میں دیکھے گئے جس نے سبھی کو رُلا کر رکھ دیا۔

رہبر معظم کا کشمیریوں کی حمایت کرنا ایک خوش آیند قدم

صدر پاکستان انتظام کشمیر

مظفر آباد/ پاکستان کے زیر انتظام کشمیر کے صدر سردار مسعود خان نے رہبر انقلاب اسلامی اور ملت ایران کی جانب سے کشمیری عوام کی حمایتوں کو سراہتے ہوئے اسے کشمیریوں کی حوصلہ افزائی کا سبب قرار دیا ہے۔ سردار مسعود خان نے کہا کہ پاکستان کے زیر انتظام کشمیر کے عوام، رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمی خامنہ ای اور ایران کے عوام کی اخلاقی حمایتوں کی قدر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رہبر انقلاب اسلامی کے بیانات اور ایرانی عوام کی حمایت کشمیری عوام کے حوصلے بلند ہونے اور ہندوستانی فوج کے حملوں کے باعث پیدا ہونے والی بے پناہ مشکلات کے سامنے استقامت کا جذبہ مزید مضبوط ہونے کا باعث بنی ہے۔ انھوں نے امید ظاہر کی کہ دنیا کے دوسرے ممالک بھی ایران کو نمونہ عمل بنائیں گے اور کشمیری عوام کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے تاکہ کشمیریوں کو اس سے زیادہ قربانی نہ دینی پڑے۔

بھارت میں مسلمانوں پر حملوں کیخلاف سابق فوجیوں کا وزیراعظم کے نام کھلا خط

ملک بھر میں موجودہ صورتحال خوفناک، نفرت انگیز اور مشکوک قرار

سرینگر/"مسلمانوں پر حملوں کیخلاف وزیراعظم مودی کے نام کھلا خط" لکھنے والے سابق فوجیوں نے خبردار کیا ہے کہ ملک بھارت کی موجودہ صورتحال کو خوفناک، نفرت انگیز اور مشکوک ہے۔"ولایت ٹائمز" نے نقل کیا ہے کہ کشمیر نیوز سروس کے مطابق بھارت کی تینوں افواج 'ملٹری، بحریہ اور فضائیہ' کے 100 سے زیادہ سابق فوجی افسروں اور اہلکاروں نے ملک میں مسلمانوں اور دلتوں پر ہونے والے حملوں کیخلاف اپنی ناراضگی اور تشویش ظاہر کرنے کیلئے وزیراعظم ہند نریندرا مودی کو کھلا خط لکھا ہے۔ خط میں سابق فوجیوں نے ان حملوں کی مذمت کرتے ہوئے مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سابق فوجیوں نے ہندوتوا کی حفاظت کے خودساختہ محافظوں کی جانب سے مختلف بہانوں کے تحت مسلمانوں اور دلتوں پر کئے جانے والے وحشیانہ حملوں کی شدید تنقید کی ہے۔ کھلے خط میں ان فوجیوں نے کہا ہے کہ وہ اس بربریت کے خلاف "ناٹ ان مائی نیم" مہم کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے خط میں مزید برآں یہ بھی لکھا ہے کہ ملک کی مسلح افواج اب بھی 'کثرت میں وحدت' کے اصولوں پر یقین رکھتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ملک کی موجودہ صورتحال خوفزدہ کرنے والی، نفرت انگیز اور مشکوک ہے۔ اس خط میں مسلح افواج یعنی ملٹری، بحریہ اور فضائیہ کے 114 ریٹائرڈ فوجیوں کے دستخط ہیں۔ ملک کی تینوں افواج میں مختلف سطحوں پر دہائیوں اپنی خدمات انجام دینے والے سابق فوجیوں نے اپنے خط میں مزید لکھا ہے" آج ہمارے ملک میں جو ہو رہا ہے اس سے ملک کی مسلح افواج اور آئین کو دھچکہ لگا ہے"۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہندوتوا کی حفاظت کے لیے خودساختہ محافظوں کے حملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ سابق فوجیوں نے دوٹوک الفاظ میں واضح کیا کہ ان حملوں کو ہم معاشرے میں غیر متوقع طور پر ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ ہم مسلمانوں اور دلتوں پر ہونے والے حملوں کی مذمت کرتے ہیں۔ 100 سے زیادہ سابق فوجی افسروں اور اہلکاروں نے وزیراعظم ہند کے نام اپنے کھلے خط میں لکھا ہے "ہم لوگ میڈیا، سول سوسائٹی گروپ، یونیورسٹی، صحافی اور دانشوروں کے اظہار رائے کی آزادی پر حملے، ایک مہم کے ذریعہ انھیں ملک کا مخالف بتائے جانے اور ان کے خلاف روز افزوں تشدد پر حکومت کی خاموشی کی مذمت کرتے ہیں"۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم سابق فوجیوں کا ایک گروپ ہیں، جنھوں نے اپنی پوری زندگی ملک کی خدمت کرتے ہوئے گزاری ہے۔ منظم طور پر ہم کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ ہمارا مشترکہ عزم صرف انڈیا کے آئین کی سربلندی ہے۔ سابق فوجیوں نے نریندرا مودی سے مخاطب ہوتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اس خط کو لکھنے میں ہمیں تکلیف ہو رہی ہے لیکن بھارت میں ہونے والے حالیہ واقعات جو ملک کو تقسیم کر رہے ہیں، ان پر ہونے والی تکلیف کا اظہار بھی ضروری ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ بھارت مسلح افواج کثرت میں وحدت پر یقین رکھتی ہے۔ فوج میں اپنی خدمات کے دوران انصاف، کشادگی کا احساس اور منصفانہ رویے نے ہمیں صحیح اقدامات کرنے کی راہ دکھائی۔ ہم ایک خاندان ہیں۔ انہوں نے وزیراعظم کو یاددہانی کرائی ہے کہ ہماری وراثت میں بہت سے رنگ ہیں، یہی ہندوستان ہے اور ہم اس زندہ تنوع کو سنبھال کر رکھتے ہیں، اگر ہم سیکولر اور اعتدال پسند اقدار کے حق میں نہیں بولیں گے تو ہم اپنے ملک کا ہی نقصان کریں گے۔ ہمارا تنوع ہی ہماری طاقت ہے۔ خط میں آخر میں سابق فوجیوں نے کہا ہے کہ ہم مرکز اور ریاستی حکومتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے خدشات پر غور کریں اور ہمارے آئین کی روح کا احترام کریں۔

حضرت امام رضاؑ کے برکت ہی سے ایران نے ہر میدان میں ترقی حاصل کی: آغا سید حسن

سرینگر/ جموں وکشمیر انجمن شرعی شیعیان کے سربراہ اور سینئر حریت رہنما آغا سید حسن الموسوی الصفوی نے رسولخدا (ص) کے آٹھویں وصی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے یوم ولادت باسعادت کے موقعہ پر وابستگان امامت وولایت کو ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کرتے ہوئے اسلام اور شریعت اسلامی کی سربلندی کے لئے امام کے کردار وعمل کو تاریخ اسلام کے ایک درخشان باب سے تعبیر کیا۔ آغا سید حسن نے کہا کہ ایران کو اسلامی علوم کا ایک اہم مرکز بنانے میں امام عالی مقام (ع) کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ امام کی گرانقدر خدمات، قربانیوں اور دعاؤں کا ہی ثمرہ ہے کہ ایران میں ہمیشہ ایسے جلیل القدر علماء اور فقہاء پیدا ہوئے جنہوں نے دنیا بھر میں دعوت اسلام کے مشن کو جاری وساری رکھا۔ دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں تشہیر اسلام کا سہرا ایرانی مبلغین کے ہی سر ہے۔ انہوں نے کشمیر میں شہری ہلاکتوں کے پے در پے سانحات پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کشمیریوں کی نسل کشی کی پالیسی کے تناظر میں بھارتی فورسز کو جنگجوؤں اور عام شہریوں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا ہے۔

دُنیا میں بڑھ رہے ظلم کے خاتمے کیلئے انسانی اقدار اور اسلامی اصول عملانے کی سخت ضرورت: مولانا حامی

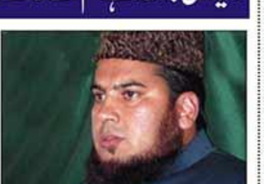

سرینگر/عرب کی سرزمین سے لیکر تمام دنیا کے گوشے گوشے کو معطر پرنور سے معمور کرنیوالے آفاقی پیغام کو تمام ظالمانہ اصولوں کے منافی قرار دیتے ہوئے امیر کاروان فقیر ملت الشیخ غلام رسول حامی نے کہا ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ نسل نو کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے روشناس کرنے کیلئے تمام تر وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔ دُنیا میں پھیل رہی بدامنی، بے چینی اور اسلام مخالف پروپگنڈے کا واحد علاج یہی ہے کہ اولیاء کاملین کے نقش قدم کو مشعل راہ بنا کر قرآن وسنت پر من وعن عمل پیرا ہوجانے کیلئے عملی قدامات اُٹھائے جائیں۔"ولایت ٹائمنرز" کو موصولہ بیان کے مطابق دارالعلوم حنفیہ شاہ گنڈ بانڈی پورہ میں حفاظ کی دستار بندی کی تقریب خطاب کرتے ہوئے مولانا غلام رسول حامی نے کہا کہ کاروانِ اسلامی ان اصولوں کی پاسداری کے لئے میدان عمل میں رواں دواں ہے جن اصولوں کو عملی طور اپنانے میں ہی دین ودنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ وقت آچکا ہے کہ سرزمین اولیاء کو شراب ومنشیات کی لت سے پاک کرنے کے لئے تمام تر اختلافات کو بالائے طاق رکھکر کاروانِ اسلامی کے اُٹھائے گئے عملی اقدامات نافذ کرنے کے لئے ذی شعور لوگ آگے آئیں۔ موصوف عالم دین نے کہا کہ وقت تقاضا کرتا ہے کہ کشمیر سمیت تمام دنیا میں بڑھ رہے ظلم کے خاتمے کے لئے اسلامی ممالک کے سربراہان ایک ہوجائیں اور اسلام مخالف پروپگنڈہ کرنے والوں کے منہ بند کرانے میں اپنا کردار نبھائیں۔ انہوں نے کہا کہ قربانی کے دن نزدیک آتے ہی مسلم کش انتہا پسند سوچ رکھنے والے گاؤ رکشک مسلئے کا سہارا لے کر مسلمانان ہند کو زدوکوب کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ درپردہ سازش کے تحت ان انتہا پسندوں کے سامنے تمام تر حکومتی قانون سراب ثابت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا مسلمانان عالم اس وقت ایک انتہائی مشکل ترین امتحان سے گزر رہے ہیں جس میں یکجہتی اور جزبہ دین سے سرشار ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کشت وخون کے ماحول سے عالم دنیا سے اُصول انسانیت کی سبھی حدیں مٹتی جارہی ہے جنہیں پھلاند کر ہر طاقتور اپنے ظالمانہ نظام کو دوام بخشنا چاہتا ہے۔ ظلم کا خاتمہ قدرتی اصولوں پر ہمیشہ پورا ہونا ہے لہٰذا صرف ہمیں اپنی زندگیوں میں حضور ﷺ کے اصولوں کو عملانے کی اشد ضرورت ہے تبھی ظلم و بربریت کا خاتمہ ہوسکتا ہے اور ان اصولوں کو عملی طور نافذ کرنے سے ہی پوری دنیا میں پایہ دار امن کی ضمانت ممکن ہے۔ امیر کاروان کے علاوہ اس موقع پر مولانا تجمل حسین قادری، مولانا اعجاز الحق گاندربلی کے علاوہ کاروانِ اسلامی کے دیگر مبلغین نے بھی عوام سے خطاب کئے۔

الیکٹرانک میڈیا کا منفی پروپگنڈہ کشمیر دشمنی کی انتہا: غلام نبی سمجھی

سرینگر/ الیکٹرانک میڈیا کے منفی پروپگنڈے کو کشمیر دشمنی کی انتہا قرار دیتے ہوئے مسلم کانفرنس کے چیئرمین حاجی غلام نبی سمجھی نے کہا کہ نیوز چینلیں مزاحمتی لیڈران پر بے بنیاد اور من گھڑت الزامات لگا کر کردار کشی کی مرتکب ہوتی جارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 'ریپبلک نیوز چینل' نے اُن پر جھوٹے الزامات لگا کر عوامی شبیہ کو نقصان پہنچایا اور اگر نیوز چینل کے مدیر ارنب گوسوامی نے معافی نہیں مانگی، تو وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور ہوجائیں گے۔ کشمیر نیوز سروس کیساتھ بات کرتے ہوئے حریت (گ) جنرل سیکریٹری اور مسلم کانفرنس کے چیئرمین غلام نبی سمجھی نے کہا کہ بھارتی الیکٹرانک میڈیا نے مزاحمتی لیڈران کی کردار کشی کرنے کے حوالے محاذ کھول رکھا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ بھارتی الیکٹرانک نیوز چینلیں مزاحمتی لیڈران پر بے بنیاد اور جھوٹے الزامات لگا کر اُنکی عوامی شبیہ بگاڑ رہی ہیں اور یہ سب ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا جارہا ہے۔

مرکز کا رویہ کشمیر کے تئیں افسوسناک

کشمیر مسئلہ کو بندوق اور طاقت کے بجائے پرامن طور حل کرنے کی ضرورت: آغا روح اللہ

سرینگر/ کشمیر کی موجودہ صورتحال کو ہیبت ناک قرار دیتے ہوئے مین اسٹریم اپوزیشن جماعتوں کے لیڈران نے خبردار کیا کہ کشمیری نوجوانوں کو تشدد کی بھٹی کا ایندھن بنایا جارہا ہے۔ انہوں نے یک زبان ہوکر ہلاکت خیز صورتحال کیلئے مودی سرکار کی ہم نستی کو بنیادی وجہ گردانتے ہوئے واضح کیا کہ مسئلہ کشمیر کی سیاسی حقیقت کو بندوق کی نوک سے مٹایا نہیں جاسکتا ہے بلکہ اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے مذاکرات کی راہ اپنائی جانی چاہئے۔ نیشنل کانفرنس نے موجودہ مرکزی سرکار کی کشمیر پالیسی کو غرور پر مبنی قرار دیا جبکہ کانگریس نے مودی سرکار کے رویہ کو مایوس کن اور غیر سنجیدگی کا مظہر قرار دیا۔ ڈی پی این اور پی ڈی ایف نے امن مذاکرات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ نوجوانوں کو اظہار رائے کیلئے موقع دیا جانا چاہئے۔"ولایت ٹائمز" نے نقل کیا ہے کہ کشمیر نیوز سروس کے مطابق مین اسٹریم سیاسی جماعتوں نے کشمیر کی موجودہ صورتحال انتہائی تشویشناک قرار دیا۔ ریاست کی سب سے بڑی اپوزیشن جماعت کے ترجمان اعلیٰ آغا سید روح اللہ مہدی نے پی ڈی پی پر الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ اس جماعت کی دھوکہ دہی کی وجہ سے کشمیری نوجوانوں میں ناراضگی بڑھ رہی ہے اور وہ بندوق کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ پی ڈی پی نے بھاجپا کے ساتھ ہاتھ ملا کر نوجوانوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی، کیونکہ 2014 میں اس جماعت نے بھاجپا کو ریاست سے باہر رکھنے کیلئے عوام سے منڈیٹ مانگا اور منڈیٹ ملنے کے بعد اقتدار میں آنے کیلئے اُسی جماعت کے ساتھ حکومتی گٹھ جوڑ کیا۔ انہوں نے اس جماعت نے اُس جماعت کے ساتھ ہاتھ ملایا، جو فرقہ پرست ہے۔ انہوں نے کہا 'اس وقت بھارت بھر میں "لنچنگ" سے لیکر مسلم مخالف مہم جاری ہے، جسکے لئے مودی سرکار ذمہ دار ہے، اور اسی جماعت کے ساتھ پی ڈی پی نے اقتدار کی خاطر ہاتھ ملایا'۔ انہوں نے کہا کہ مودی سرکار بندوق، طاقت اور فوج کے بل پر مسئلہ کشمیر حل کرنا چاہتی ہے جو کہ ناممکن ہے۔ موجودہ مرکزی حکومت کی کشمیر پالیسی کو "غرور" پر مبنی قرار دیتے ہوئے آغا روح اللہ نے کہا 'ہر قوم کی اپنی ایک عزت نفس ہوتی ہے اور کشمیری قوم کی بھی ایک عزت نفس ہے اور اگر کسی کے عزت نفس پر چوٹ کی جائے تو اُس کا ردعمل بھی اتنا ہی شدید ہوتا ہے، جو اس وقت ہمیں کشمیری نوجوان کے ہاتھوں میں بندوق کی صورت میں دیکھنے کو ملتا ہے'۔

E-TRUST: Which is easily given and if shaken than?

What happens online may be newer, but is no less real.By Mohammad Iqbal Mir

Globalization, the borderless world has changed both the frequency and nature of interaction between people of different nations. The creation of the Internet has always held unlimited possibilities. Hyperglobalization is a discourse, in which the global consciousness develops as national governments decline in importance and influence. Internet users have no boundary and it became difficult for a democratic nation to restrict internet. Social Networking is a democratic institution, where anyone is able to post absolutely anything they wish. Regardless of the social networking site, users continue to be fooled online by persons claiming to be somebody else. However, its emerging technology and ideals have been challenged by fake contents and cyber security. Still the computer based system is unable to prevent users from hiding behind false identities, which allow trickery, manipulation, fraud, emotional swindles and the sexual grooming of children. Indirect social networking is seen to encourage isolation, substituting superficial online contacts for authentic and long-lasting friendship. Online interaction can be liberating and empowering, since people can create online identities and speak more freely than they would elsewhere. There needs a medium to communicate but the diverse world is full of multi-linguistic. English therefore, has become hypercentral, as first choice for most second language speakers. What happens online may be newer, but is no less real.

eTrust and Social Networking;

Glocalization, a process in which local societies are often active rather than passive in modifying and shaping global processes to fit their own cultures via internet or social networking mechanism. In many societies the girls especially are unpermitted to form relationships with opposite sexes, even restricted to befriend them. This is another debate of gender inequality which still persists in internet. So social networking seems safer to accomplish desirable things for both the sexes without letting their parents know. They present themselves unfamiliar to chart partners and amid it sexual gratification emerges than the major motive, they feel safer to voice their concerns, ideas, without having their reputation ruined or without affecting their social life. To type is not be human, to be in cyber space is not to be real; all is pretence and alienation, a poor substitute for the real thing.

The consequence is gradual erosion of mutual trust in electronic media, which affects not merely online environments but spreading into the wider space too. It is often easy to share our larger truths with somebody you trust For example, an individual creates a fake profile on multiple social networking sites and extends friend requests to government contractors, military and other government officials, valuable information can be inadvertently exposed. Many of the friend requests are being accepted, even though the profile is of a fictitious person. The trust is easily given, different information gets leaked out through various networks, although some individuals may recognize the sites as fake, but irony is they find no central place to warn others about the perceived fraud.

Trust facilitates social interaction. When it exists, it strengths cooperation, provides the basis for risk taking, and grants latitude to the entities involved. When it does not exit, various mechanisms are required to protect against futuristic vulnerabilities. Netiquette, the emerging norms of online interaction. Its rules has changed very quickly. Some research has found that, mostly people tend to interact mainly with friend, relations and people they already know from face to face contacts. There are different etiquette guides some etiquette guide to Facebook suggests that don't add users as friends without proper introduction, be honest about your real identity. Some argue that it is good to accept strangers, who can then be dropped or defriended later if necessary. While other suggests friending only those people already knows.

eTrust and online shopping;

Tracking and data-mining are standard business now. If you are logged into Instagram or Facebook account and simultaneously you have online shopping sites such as Amazon or Flipkart in your smart phone. The ads come into former where you get no option of skip or remove. Sometimes you're annoyed with the ads when the case is of secrecy and confidentiality. The later gives you special discount coupons but be aware behind such rationale where majority falls outside. You cart or buy anything no matter what is it, it could be anything, your secrecy, which you prefer to be undisclosed. Have you ever thought why it comes into your Facebook account, if yes than, you swiftly make efforts to get rid of, but you're unable to scrap it. Therefore you're worried if it is unwished add. There're special statisticians and expertise they'll collect and analyze that data and sell it. They track all you record and make speculations regarding the future predictions. Most interesting part is that, they can resultantly disseminate more information about yourself than you know. They buy and sell data, the more active you are the more profit they make. Henceforth, it becomes not your data, but shared and gradually you become alien to it. It gets capitalized in the e-market where involvement for entities becomes beneficial, human values are being discarded. Here arises a question of our Right to Privacy, which is still being debated that whether it is a fundamental right or not. The essential measures can be taken to avoid it individually, where e-consumers have to put in serious effort: e-consumers should not give out information when asked. Should not use loyalty cards and use cash instead of credit or online payment. But our government has taken an initiatives of Cashless economy and Digital India, Aadhaar based information which is most vulnerable if misused, we should not shop online… for most of us, though, convenience are worth more than privacy. The cashless economy and digital India are good and progressive initiatives but the question is are we prepare for it?, is our data confidential? And how the challenges will be outnumbered shortly?. Lastly we individualy must be cautious of our activities. We should not rely on others and keep our details secret. Prevention is better than cure, this great proverb teaches us a lot.

Author hails from budgam Kashmir pursuing Masters in Sociology at Jamia Milla Islamia New-Delhi and can be reached at miriqbalmir7@gmail.com

---

Aga Syed Yousuf Mosavi (Cont.P6)

- His great achievements also include the establishment of ultimate renaissance by setting the foundation Islamic Learning Center " Baab-ul-ilm (The gateway of knowledge), that almost served every family in Kashmir especially Shias in one way or the other and produced hundreds of Islamic scholars, to quench the thirsty of knowledge and currently thousands of students still light the lamp of knowledge there. No matter even if it got divided into two parts.
- Another influential service from Aga Syed Yousuf was the Shariah Adalat (Islamic Court of Justice). Which was the most powerful unit of grievances of his office. The unit was so practical and active that not only Shia, but also Sunni, Pandits and Sikhs would come with different cases for best resolution instead of going to Government Courts. And those who were fed up of court dates did enthusiastically approach his Shar-e-Adalat to get the instant solution of the problems.

Further it is quoted that the District Court of Budgam number of occasions, sent many complex cases to his Shar-e-Adalat for resolution.

- His new construction of Imam Bara Budgam, is the example of the Irani architecture in India. That currently attracts the monumental values as well. It also stands as a symbol of immense respect and faith in the valley, and hosts all the main religious activities among Shia in Budgam. Besides, on his name another Imam Bara (Aga Syed Yousuf Imam Bara Bemina Budgam) which is said to be the biggest Imam Bara in Kashmir valley is under construction.
- There is inescapable fact that Budgam was accorded a status of a district only by dint of him.

This pious and auspicious personality with his spirituality did not keep any stone unturned to serve Islam according to his best. And breathed his last on 29th August, 1982. His death was mourned by lakhs of people all over the Kashmir. And his funeral is still counted among the largest funeral gatherings in Kashmir. Later people flocked in thousands to pay their condolences to the bereaved including other prolific religious scholars and high ranking political leaders including former Prime Minister of India Indira Gandhi, former Governor of the state. Aga Syed Yousuf was buried in Ayatollah Aga Syed Mehdi's shrine in main town Budgam. The shrine was constructed by himself during his life time to honor Ayatollah Aga Syed Mehdi. The holy shrine is now the famous religious site for his lovers and attracts thousands of visitors throughout the year.

Resources and References:

1: "ASHQ-E- Sabah Gahee (Aga Syed Baqir Al Moosvi).
2: Syed Ali Safvi

Aga Syed Yousuf Al-Moosvi Kashmiri:

A sign of Unity & Justice in "Peer Vaer"

Aga sahab was famous for his sense of justice. The landmark verdicts became so popular that Sunnis, Shias, Pandits and Sikhs would come with their cases to Aga sahib. There have been number of occasions when the District Court too followed the suit and sent some extremely complex cases to the court of Aga Syed Yousuf Mosavi.

By: Saif Ali Budgami

Kashmir valley has been the hub of great saints since centuries and Sufis visited the valley to preach Islam, and that aspect of the Kashmiri history and culture is still very evident, for this reason it is lovingly named "Peer Vaer" (The land of Saints) among Ayatollah Aga Syed Yousuf Al-Moosvi Al-Safvi Budgami was one. Unfortunately this evergreen saint who beautified this land being multifarious and polymath and spent his whole life in the service of Islam, though neglected by all in one way or the other. This shining star is surely believed to have revolutionized the destiny of not only Muslims but all the people of Kashmir and Kashmir itself. The ideologue was a fearless protagonist of social justice, an establisher, savior and a sign of unity in Kashmir.

The humanitarian character devoted his whole life and godly gifted abilities in deep reflection of the socio-humanistic realities. In fact, so practical was his life and so devoted was he, that according to his friends and family, "time could be told without the need of a clock by his movements and actions." Extraordinarily was no contradiction in his thought and action.

More ever he was individually a crown of unity in Kashmir. He as a charismatic leader, social reformer, a revolutionist; what not the spring of practices, having practiced the life of role model with complex simplicity of life with disciplined behavior. This kind hearted and meticulous personality was famously known "BOD AAG SOUB" (Grand Personality & head of Aga Family).

Ayatollah Aga Syed Yousuf was born in 1904 in Budgam Kashmir in a religious family and received his education in Islamic law and jurisprudence from Najaf in Iraq. He is the descendent of Mir Shamsudin Araki, who had set foot in Kashmir in 13th century from Araki town of Iran. After the death of his elder brother, Aga Syed Ahmed Almoosvi. The venerable Aga opened new doors of prosperity for the entire Kashmir in general and for Muslims in particular and for this very reason he is admired by all Kashmiris alike.

Aga sahab was famous for his sense of justice. The landmark verdicts became so popular that Sunnis, Shias, Pandits and Sikhs would come with their cases to Aga sahib. There have been number of occasions when the District Court too followed the suit and sent some extremely complex cases to the court of Aga Syed Yousuf Mosavi. These instances speak volumes about the intellectual competence of the man whom every one trusted and revered, who was a people's leader in a true sense of the word.

Although Ayatollah Syed Yousuf was not a politician by profession but his political insight cannot be underestimated either. There are many scholars who are of the opinion that Aga besides being an eminent theologian was equally a great politician. It would sound strange but it is true in the sense that the very concept of establishing Anjuman-e-Shar-e-Shian, apart from carrying out the religious work, was political. As already stated the organization during the period of Ayatollah Aga Syed Yousuf was not less than a govt.

He was said to be the closest associate from Kashmir to Imam Rahil Ayatollah Syed Rohullah Khomeini, the father of Islamic Revolution of Iran. It is narrated that Aga Syed Yousuf had donated approximately $2 million for Iranian finance duo as assistance when revolutionary tides were at the peak. Simultaneously when Ayatollah Khomeini was exiled by the Shah, Ayatollah Syed Yousuf wrote him an inviting letter to welcome him to Kashmir. Though Ayatollah Syed Rohullah Khomeini replied,

"I would love to visit my ancestral home, Kashmir, but due to certain political reasons, I can't."

One can see every letter of Ayatollah Khomeini (R.A) adorned in the personal library of Aga Syed Yousuf at town Budgam.

Undoubtedly Aga Syed Yousuf had very deep relations with Grand Ayatollah Syed Ali Naqan Naqvi, One of the most highly regarded scholars of Shia at his time, who wrote more than 100 books and 1000 short books. And is among the most learned Islamic scholars in Indian History.

The enlightened mission of religious preaching has remained a great legacy of Moosvi family bestowed from ancestors (Ahlebayat) a.s, that most learned and knowledgeable of the family would carry forward the noble mission of preaching on the lines of great legacy of elders and the chain finally reached Aga Syed Yousuf Al Mosavi and seem to be stopped there after his death. His eminent leadership and importance was felt as soon as he was buried, and till now the thirsty of such a unique leadership has not been quenched.

Aga Syed Yousuf is still the sweetheart of millions of people around the world and in fact the town is well famous of his name that naming Budgam itself reminds us this great personality. Many of his followers tell about his kindness to the lowly, compassion for the needy and generosity and munificence towards poor. He was extremely forbearing, his majesty and justice is still resounding in mountains of Kashmir. He was an embodiment of truth and justice. And I can surely tell you that none other than him in his family is more practical, fearless, just, experienced till to this day.

His eminence, justice and practicality extraordinarily did compel hundreds of authoritative persons to rename their villages, town, schools, organizations, trusts etc. Like district hospital Ayatollah Aga Syed Yousuf Memorial Hospital Budgam, has been lovingly named after him.

- **SERVICES:** One of the best service of this intellectual was an reformation of Anjumane Shar-e-Shian Jammu and Kashmir, which during his lifetime, virtually ran parallel to the govt. It also worked as a powerful pressure and Interest group as well. As the government collects the taxes from the general public, Anjuman Sharie Shian collects (khums and fitr) as alms from the people to spend on social, educational, and economic improvement for the poorer segment of the society. Despite The organization got divide into two organizations after the death of Aga Syed Yousuf still various activities are performed under the shadow of organization Religious seminaries, organize social, religious seminars, and provide Scholarships to needy students etc.

CONT.TO PAGE 6

Printer, Publisher & Owner: Waseem Raja; Editor in Chief: Waseem Raja; Asst. Editor: M. Afzal Bhat;
R.N.I No: JKBIL/2015/63427; Published From: Maisuma Bazar, Gaw Kadal Srinagar Kashmir 190001 (J&K)
Printed at: Kashmir Images Printing and Publishing House Srinagar.
Contact: +91-9419001884; +91-8494001884; Email: editorwilayattimes@gmail.com; Website: www.wilayattimes.com

2nd Year of Publication
Srinagar
Weekly WILAYAT TIMES

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزل صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

A nation is like a body and the individuals in it the body`s limbs. Those who walk the road of industry are its hands and feet.

Vol:03 | Issue:18 | Pages:08 | 7th August to 13th August 2017 | Rs.5/-

Meet The 15 Year Old Kashmiri *Ragpicker* Who is Now SMC's Brand Ambassador

NASIR KHUEHAMI

Bilal Ahmad Dar, an 15 -year old ragpicker who earned his living by cleaning Wular Lake in North Kashmir's Bandipora District has been appointed brand ambassador of the Srinagar Municipal Corporation (SMC).

For the last five years, Bilal Ahmad Dar, who is from from Laharwarpora village of North Kashmir's Bandipora district, has been removing plastic trash from the lake and selling it for around Rs 200 per day, which helps him support his mother Mughali and his sister.

Bilal's father Mohammad Ramzan Dar, who was ragpicker himself, was suffering from cancer and died. "At that time I was a Class 6th Student," Bilal recalls. "When my father died, I had to earn at an early age to feed my mother and sister."

"Since the death of his father, Bilal became the bread earner for us," his mother Mugli Begum said, added that Bilal collected over 14,000 kg trash per year. "He didn't bear my pain while doing hard work, He abandoned studies to relieve my suffering," she said.

Bilal, while narrating his story with this Correspondent at his Laharwarpora resident, said there is a lot of trash around Wular Lake. "It poisons water and since it impacts the prospect of tourists and what they think of the lake, I decided to clean it. I've been cleaning the lake from the year 2012," Bilal says, adding that the work earns him about Rs. 6000 every month.

Bilal believes that he's been largely alone in his quest to clean the lake. "The administration didn't come forward to support me, and there's been no section of society that has come up to help me in removing trash from the severely polluted lake." "I collected plastic and polythene trash to take them to my home and sell them. Of course it fetches me some money. But it also helps in cleaning the Wular. Water has to be clean as we drink it." "Bilal had to leave his education because we couldn't afford the 900 rupees every month for his fees," his sister who is married now said.

"There are dead animals floating in Wular. Our environment has degraded. there is every chance you will be violently ill If you drink the water. If I pick out a 100 bottles it helps in regeneration of water, These bottles are full of poison. The Wular gets clean in the process. I often remain in Wular from dawn to dusk. I have to earn so I mostly stay here in Wular. I am selling what I get from removing plastic trash from the Wular for around Rs 200 per day. Some days I don't earn and I have to bear it. Otherwise I feel like drowning myself," Bilal said.

When contacted SMC Commissioner Shafkat khan said that "Bilal is our brand ambassador. Bilal is an inspirational character for everyone. Since last five years Bilal has been earning his livelihood by cleaning the Wular Lake and removing garbage, used bottles and shoes." Khan said that Bilal will get a special uniform of SMC and a vehicle to visit different areas to motivate people, shopkeepers and commuters to keep Wular clean. He will tell them the story of his life, his work in Wular and he will meet people to sensitise them about cleanliness and garbage disposal.

Billa features in a documentary 'Saving The Savior – Story Of A Kid And Wular Lake.' The documentary produced and directed by Jalal-u-Din Baba depicts the life of Bilal. Jalal while talking with this Correspondent said that credit goes to Bilal for his unique way of inspiring the world to care for the cause and for his concern. "He's a remarkable human being, far beyond most of us.

(The author is a journalism student hailing from Bandipora District of Kashmir)